اسلام امن وسلامتی کا دین

تحریر: جناب مولانا ارشاد الحق اثری ﷾

حقیقت ہے کہ امن وامان کی اہمیت ہر دور میں تسلیم کی گئی اور کوئی بھی عقلمند انسان یہ باور نہیں کر سکتا کہ کوئی ملک یا قوم امن وامان کے بغیر بھی ترقی کر سکتی ہے۔ امن وسلامتی کی اہمیت کا اندازہ لگائیے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سرزمین حجاز میں اپنے اکلوتے لخت جگر سیدنا اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کو لا بسایا تو اس وادی غیر ذی زرع میں ان کیلئے اپنے رب سے جو کچھ مانگا ان میں سب سے پہلے یہ عرض کیا: ﴿رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا﴾ [البقرۃ: ۱۲۶] ''اے پروردگار! اس کو امن والا شہر بنادے۔'' کیونکہ امن نہ ہو تو سامان عیش وعشرت بھی بیکار اور بے مزہ ہو جاتا ہے۔ چار دیواری کے اندر بھی زندگی بے کیف گزرتی ہے اور ہر دوسری گھڑی مشکلات و مصائب کا تصور لیے کھڑی ہوتی ہے، حتیٰ کہ عبادت و بندگی کا لطف بھی نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ تشریف لے جانے کے بعد مدینہ کے یہودی قبائل اور مسلمانوں کے مابین ایک معاہدہ تشکیل دیا جو تاریخ کے اوراق میں ''میثاق مدینہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تا کہ پوری انسانیت امن و سلامتی کی سعادتوں اور برکتوں سے بہرہ ور ہو، بلکہ امن وسلامتی کے دائرے کو مزید وسعت دینے کیلئے نبی کریم ﷺ نے آئندہ دوسرے قبائل سے بھی اسی نوعیت کے معاہدے کئے اور یہی طرز عمل خلفائے راشدین کے دور میں بھی اختیار کیا گیا۔

امن وسلامتی کی اس اہمیت کی بنا پر ہر دور میں یہ کوشش رہی کہ انسان باہم شیر وشکر رہیں۔ انہیں امن و امان کی نعمت نصیب رہے۔ اس آخری دور میں تو عالمی سطح پر ادارے قائم کیے گئے، مگر دنیا نے دیکھا کہ ان تمام تر کوششوں کے باوجود دکھی انسانیت کو امن وسلامتی نصیب نہ ہوئی۔ امن وتہذیب کے دعویداروں نے اس کے پرخچے فضاؤں میں اڑائے اور آج بھی اڑا رہے ہیں بلکہ قیام امن کے نام پر جس ملک پر چاہتے ہیں چڑھ دوڑتے ہیں۔ آج پوری دنیا ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ کی زندہ تصویر ہے۔ یہ آیت مبارکہ سورۂ روم میں ہے جس میں روم وایران کے مابین بھڑکنے والی جنگ کے انجام اور اس کے نتیجہ کو بیان کیا گیا ہے کہ بر و بحر میں ہر سو فساد برپا ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اور یہ فساد ﴿بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ﴾ اپنے ہاتھوں سے اپنے ہی کرتوتوں کے نتیجہ میں ہے اس سے مراد کفر وشرک، معصیت ونافرمانی، فسق وفجور، ظلم وبربریت ہے۔ غیر دینی اور غیر اسلامی نظام کی اتباع میں اعتقادی، اخلاقی اور عملی ابتری

میں مبتلا ہونا ایک بدیہی بات ہے۔جس طرح گذشتہ دور میں پورے معاشرے میں بلکہ پوری انسانیت کو اس دنگا و فساد اور ظلم وستم سے بچانے کیلئے اسلام کے نظام امن کو پیش کیا گیا۔ پھر انسانوں نے بچشم خود دیکھا کہ اس نظام کو اختیار کر کے انسانوں کو ہی امن وسلامتی نصیب نہ ہوئی بلکہ جانور اور حیوان بھی اس سے فیض یاب ہوئے۔

اسلام ظلم وستم سے بھری ہوئی دھرتی پر ابر کرم بن کر برسا۔ظلم وستم کے کانٹوں میں عدل وانصاف کے پھول کھلے، بدی اور بے حیائی کے اخلاق سوز شراروں میں نیکی اور شرافت کی کرنیں ابھریں، کفر وشرک کی جگہ ایمان وتوحید کا نور پھوٹا اور شر وفساد کے طوفان بدتمیزی میں امن وسلامتی کا ظہور ہوا۔آج بھی ضرورت ہے کہ امن وامان کے نام پر وجود میں آنے والی عالمی تنظیموں کی تمام تر ناکامیوں کے بعد اسلام کے نظام امن کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے، جو نسلی و وطنی منافرت ختم کر کے پوری دنیا کو امن وسلامتی کا گہوارہ بنا دے۔

اسلام مسلمانوں کیلئے بالخصوص اور پوری دنیا کیلئے بالعموم امن وسلامتی کا پیغام ہے۔ ہادی برحق سید الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا ہے: (اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ) ''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

مسلمان کو ''مومن'' بھی اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ امن پسند ہے۔ یہ لفظ ''اَمِنَ'' سے ماخوذ ہے جو متعدی اور لازم دونوں معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔متعدی کے معنی میں ''امن دینے'' کے ہیں جبکہ لازم میں ''پرامن'' ہونے کے ہیں۔گویا مومن خود بھی پرامن رہتا ہے اور امن کا علمبردار ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: (اَلْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ بَوَائِقَه) [مسند احمد] ''مومن وہ ہے جس کے شر سے لوگ محفوظ رہیں۔'' اسلام بلاوجہ ایک انسان کا قتل، ایک انسان ہی کا نہیں، پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾ ''جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوا کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کیا۔'' [المائدہ:۳۲]

اس آیت میں مقصود قاتل کی فطرت کا اظہار ہے کہ جو ظالم ایک انسان کو ناحق قتل کرتا ہے اس سے کسی خیر اور بھلائی کی کوئی توقع نہیں، اس کا دل انسانیت کے احترام سے خالی ہے، اس کی اس جسارت سے کچھ بعید نہیں کہ ہو سکے تو وہ سارے انسانوں کو تہ تیغ کر کے رکھ دے۔اس کے برعکس فرمایا: ''جو شخص فرد واحد کی جان بچائے اس نے گویا تمام انسانوں کو زندگی بخشی۔'' یہ شخص انسانیت کا حامی ہے اور اس کے دل میں رحم وکرم کی ایسی صفت پائی جاتی ہے جس پر انسانیت کی بقا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ نے ذکر کیا ہے کہ امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے

خلاف جب بلوائیوں نے بدتمیزی اور بیہودگی کا مظاہرہ کیا اور ان کو شہید کر دینے کے درپے ہوئے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے مقابلے کی اجازت چاہی تب انہوں نے فرمایا: (يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! اَ يَسُرُّكَ اَنْ تَقْتُلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَّ اِيَّايَ مَعَهُمْ؟) ''اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ تمام لوگوں کو بشمول میرے قتل کر دو۔'' تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''بالکل نہیں۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''فَاِنَّكَ اِنْ قَتَلْتَ رَجُلًا وَّاحِدًا فَكَاَنَّمَا قَتَلْتَ النَّاسَ جَمِيْعًا) ''واپس پلٹ جاؤ، اگر تم ایک شخص کو قتل کرو گے تو گویا تم نے سب انسانوں کو قتل کیا۔''

کسی کو قتل کرنا تو کجا رہا قتل میں معمولی سی معاونت بھی حرام ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (مَنْ اَعَانَ عَلٰى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ آئِسٌ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ) ''جو شخص کسی مسلمان کے قتل میں مدد کرے خواہ آدھے کلمے ہی سے کیوں نہ ہو تو قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہوگا کہ یہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے۔'' بلکہ اس سے بھی آگے دیکھئے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يُّرَوِّعَ مُسْلِمًا)[سنن ابوداؤد] ''کسی مسلمان کیلئے اس کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ مسلمان بھائی کو ڈرائے اور اسے خوف زدہ کرے۔''

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مَنْ اَشَارَ اِلٰى اَخِيْهِ بِحَدِيْدَةٍ فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتّٰى يَدَعَهُ)[صحیح مسلم] ''جو کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے اس پر اللہ کے فرشتے لعنت کرتے ہیں تا آنکہ وہ اس سے باز آجائے۔'' اسی طرح جذبہ قتل اور ارادہ قتل کے بارے میں اسلام کے احساسات کس قدر نازک ہیں، اس کا اندازہ لگایئے کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان تلوار لے کر باہم مقابلے کیلئے نکلیں اور ان میں سے ایک مارا جائے تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: ''قاتل تو اپنے جرم کی سزا میں جہنم میں جائے گا مگر مقتول کیونکر جہنم میں جائے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ) ''وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا خواہش مند تھا۔'' یعنی ارادہ دونوں کا ایک دوسرے کو قتل کرنے کا تھا۔ اس لیے دونوں جہنم میں جائیں گے، اگرچہ ایک کے حملے اور ضرب کاری سے وہ مارا گیا اور دوسرا بچ نکلا۔

غور فرمایئے کہ جو اسلام کسی انسان کو قتل کرنا تو کجا اسے ارادہ قتل سے بھی منع کرتا ہے، کسی کو ڈرانے دھمکانے کی اجازت نہیں دیتا، وہ قتل گری اور دنگا فساد کی اجازت کیونکر دے سکتا ہے؟ اسلام نے تو ناحق جانوروں کو قتل کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ اسی بنا پر علامہ ابن العربی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں: (ثبت النهى عن قتل

البهيمة بغير حق والوعيد فى ذالک فكيف بقتل الآدمى فكيف بالمسلم، فكيف بالتقى الصالح)[فتح الباری:۱۸۹/۱۲]

''جب جانوروں کو ناحق مارنے کی ممانعت اور اس سلسلے میں وعید ثابت ہے تو پھر سوچیے کہ انسان کے ناحق قتل کرنے کی کتنی مذمت ہوگی اور اس سے بڑھ کر ایک مسلمان کو قتل کرنے اور اس سے بڑھ کر متقی اور نیکو کار کے قتل کی وعید کیا ہوگی؟؟'' بلکہ اسلام کے علاوہ آج دنیا میں جتنے نظام حیات پائے جاتے ہیں ان سب میں انسانی جان کا احترام انسان کے عالم وجود میں آنے کے بعد ہے۔مگر اسلام میں انسانی جان کا احترام اس وقت سے ہے جب وہ شکم مادر میں ہوتا ہے اور مرنے کے بعد بھی اس کے جسد خاکی کے احترام کی تاکید کرتا ہے جس سے یہ بات نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام جس قدر انسان اور انسانیت کا محافظ ہے دنیا کا کوئی اور مذہب اور قانون اس کا محافظ و نگہبان نہیں۔مگر افسوس! کہ آج مغرب اپنے میڈیا کے بل بوتے پر بڑے شدومد اور پوری ڈھٹائی سے یہ پروپیگنڈا کر رہا ہے کہ اسلام انتہا پسندی، دہشت گردی اور قتل وقتال کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہادی برحق حضرت محمد ﷺ نے تو فرمایا ہے:(لَا تَتَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ) ''دشمن سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت یعنی بچاؤ کا سوال کرو۔''

بتلایئے! جس دین نے دشمن کا آمنا سامنا کرنے کی خواہش تک کو روک دیا ہو، اس کے بارے میں یہ کتنا جھوٹا پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام قتل گری کی تعلیم دیتا ہے۔اسلام نے بلا ریب جہاد کا حکم دیا ہے اور اس حکم کے بارے میں عذر و معذرت کی ہم کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔اسلام غیر مبہم انداز میں کہتا ہے کہ ہر ظالم، جابر اور سفاک کے خلاف اقدام کرنا انسانی فریضہ ہے۔اس کے بغیر امن وسلامتی قائم نہیں رہ سکتی۔ بتلایئے جہاں مظلوموں کی جان بخشی کیلئے گفت وشنید اور اخلاقی دباؤ کی چارہ گری ناکام ہو جائے۔عورتیں، بچے اور بوڑھے مسلسل ظلم و بربریت کا شکار ہوں ان کی مدد کرنا اور انہیں پنجۂ استبداد سے چھڑانے کیلئے عملی جدوجہد کرنا دہشت گردی ہے تو ایسے الزام کو قبول کرنے میں ہمیں کوئی حجاب مانع نہیں۔اسلام بلا سبب کسی مسلمان کو مذہب کے نام پر خون بہانے اور قتل وقتال کا قطعاً حکم نہیں دیتا۔ جہاد سے اسلام کا مقصد غیر مسلم کو قتل کرنا یا صفحۂ ہستی سے انہیں نیست و نابود کر دینا نہیں۔ وہ اپنی کشور کشائی کیلئے قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ جب چاہو اور جہاں چاہو اس کو ''تورابورا'' بنادو، بلکہ جہاد سے اسلام کا مقصد امن وسلامتی اور عدل وانصاف کا قیام ہے۔ جہاد کا معنی اگر قوت و طاقت سے کسی کو مسلمان بنانا ہوتا یا غیر مسلموں کو صفحۂ ہستی سے مٹانا ہوتا تو اسلام ذمی اور معاہد کے حقوق کا ذکر ہی نہ کرتا، اور تو اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی قطعاً اجازت نہ دیتا۔ایک معمولی عقل وفکر رکھنے والا

انسان بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اسلام جب اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتا ہے تو وہ گویا انہیں اپنے گھر اور اپنے معاشرے میں ایک قابل احترام بیوی کا مقام دیتا ہے۔ اب انہی اہل کتاب کے بارے میں بھلا یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہ جہاں کہیں ہوں انہیں قتل کر دو، تہس نہس کر دو اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹا دو......؟!

غور کیجیے کہ دہشت گردی کیا ہے؟ یہی نا کہ انسانوں کو بلا سبب مار کر افراتفری اور دہشت پھیلانا اور کاروبار زندگی مفلوج و معطل کر دینا دہشت گردی ہے۔ اس تعریف پر اگر آج کوئی پورا اترتا ہے تو وہ امریکہ اور اس کے حواری ہنود و یہود ہیں، جو خود ہی مدعی، خود ہی منصف اور خود ہی حاکم کا کردار ادا کر کے عالم اسلام کے بالخصوص اور پوری دنیا کے امن و امان کو بالعموم برباد کر رہے ہیں۔ جنگ عظیم کے بعد سے اب تک امریکہ بیس سے زائد ملکوں میں فوجی مداخلت کر کے لاکھوں معصوم شہریوں کا خون بہا چکا ہے۔ اپنے مفاد کیلئے جہاں چاہتا ہے ظلم و تشدد کا مظاہرہ کرتا ہے اور انہیں پتھر کے زمانہ میں دھکیل دینے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ وہ ملک ویت نام ہو، کوریا ہو، بوسنیا ہو، لبنان ہو، سوڈان ہو، انڈونیشیا ہو، افغانستان ہو، عراق ہو، سعودیہ ہو یا کہ پاکستان۔

ہائے افسوس! آج مسلمان مظلوم و مقہور ہے، وہ اپنی زندگی اور بقا کیلئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے تو امریکہ اور یورپ کو وہ دہشت گرد نظر آتا ہے۔ کبھی اس نے تاریخ کے اوراق کو بھی پلٹ کر دیکھا ہے کہ جب مسلمان قوت اور اقتدار میں تھے، ان کی وحدت قائم تھی اور اپنے مستقبل کے فیصلے خود کرتے تھے۔ تب مسلمانوں کے حسنِ سلوک، ان کے عدل و انصاف اور ان کے امن و امان سے متاثر ہو کر غیر مسلم اپنے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں کے ساتھ رہنا گوارہ نہ کرتے۔ عیسائی ہونے کے باوجود مسلمانوں کا ساتھ دیتے۔ ان کے حق میں دعائیں کرتے۔ (رَدَّكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْنَا وَ نَصَرَكُمْ عَلَيْهِمْ) ''اللہ تعالیٰ تم کو پھر ہمارے شہروں میں واپس لائے اور تمہاری تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرے۔'' کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھالا تم کو
تم نے جب ہوش سنبھالا تو سنبھلنے نہ دیا

آج امریکہ اور اس کا گماشتہ اسرائیل دونوں کے عزائم ڈھکے چھپے نہیں۔ وہ علی الاعلان مسلمانوں کو جنگ کی بھٹی میں جھونکنے کا اظہار کرتے ہیں۔ ہنود و یہود کا اتفاق فطری بھی ہے اور ہم مقصد بھی۔ دونوں مل کر پاکستان کو سبق سکھانے کی کھلے عام دھمکی دیتے ہیں، مگر دہشت گرد پھر بھی مسلمان ہے۔ (انا للّٰہ و انا الیہ راجعون) اس صورت حال میں ہمیں چاہیے کہ اسلام کے نظام امن و سلامتی کو پوری قوت سے پھونکیں اور دنیا کو بتلا دیں کہ امن و سلامتی کا ایک ہی راستہ ہے جو اسلام نے بتلایا ہے۔ دہشت گردی فردکی ہو، جماعت کی ہو، قوم کی ہو یا ملکی سطح کی وہ بہر نوع دہشت گردی ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔